

وقت کو قیمتی بنانے کا طریقہ

از افادات حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک
مرتب: مولانا فضل مغفور حقانی

والعصران الانسان لفسى خسرا لا الذين امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر - قسم ہے زمانہ کی گر انسان بوجہ تقصیر عمر کے بڑے خسارے میں ہیں۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو اعتقاد حق پر قائم رہنے کی فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو اعمال کی پابندی کی فہمائش کرتے رہے۔ (العصر)

اللہ تعالیٰ نے انسان پر ظاہر و باطناً بہت احسانات فرمائے ہیں۔ جو بہت بڑی دولت اور سرمایہ ہے۔ ہر نعمت اپنی جگہ بہت بڑی اور عظیم الشان دولت ہے۔ آنکھوں کا دیکھنا، کانوں کا سنا، قوت گویائی عقل و فہم وغیرہ۔ اسی طرح ظاہری اور باطنی قوتیں عطا کی ہیں۔ ان نعمتوں میں ایک نعمت عمر ہے جو انسان کا قیمتی سرمایہ ہے۔ اسی قیمتی نعمت کے صحیح استعمال سے انسان قیمتی بنتا ہے۔ اس نعمت کی ناقدری اور ضیاع بہت بڑا خسارہ ہے۔ اکثر لوگ اس قیمتی نعمت کی قدر سے غافل اور نواقف ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ انسان ایک مرتبہ سبحان اللہ کہتا ہے تو اس کے بدلہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک درخت اُگا دیتے ہیں۔ جس کے سایہ کے نیچے تیز رفتار گھوڑا پانچ سو سال تک دوڑتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ تملأ ما بين السماء والارض یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ کا ثواب اگر مجسم ہو جائے تو زمین و آسمان کی ساری کھلی فضاء کو پُر کر دے گا۔ حالانکہ یہ پانچ سو سال کے بقدر مسافت ہے۔ اتنے چھوٹے اور مختصر سیکنڈوں والے عمل پر اتنا عظیم ثواب ملتا ہے۔ اب اندازہ لگائیں کہ ہر انسان کا ایک سیکنڈ کتنا قیمتی ہے۔ چند سیکنڈوں (ثانیوں) میں جنت کی وسیع قیمتی سایہ دار زمین کمائی۔ جنت کی زمین کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”وَلَمْ يَوْضَعْ سَوَاطِئُ أَحَدِكُمْ خَيْرَ مِنَ الدُّنْيَا وَمِثْلِهَا“ جنت کی کوڑا، برابر زمین دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہے۔ دنیا میں بھی زمین کے ٹکڑوں کی قیمتیں مختلف ہیں۔ بعض علاقوں کی زمین کے خریدنے کی قوت کسی کے پاس نہیں ہوتی۔

ذکر واذکار کی طرح عبادات پر بھی اللہ تعالیٰ ثواب عطا فرماتے ہیں۔ جس تک انسانی عقل کی رسائی ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حیات مستعار کی ہر گھڑی اور لمحہ اُس وقت قیمتی بنے گا۔ جب اس کو ذکر و عبادت اور

نیک کاموں میں صرف کیا جائے۔ اگر ان قیمتی لمحات کو ضائع کر دیا تو ہلاکت ہے۔ ان آیات مبارکہ میں زمانہ کو اس بات پر گواہ بنا دیا کہ انسان خسارہ میں ہے یعنی اس کی عمر اور زندگی نقصان میں ہے۔ علماء کرام اس کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں کہ زندگی انسان کا قیمتی سرمایہ ہے۔ سرمایہ وہ مال ہے جس کو تجارت وغیرہ کے لیے خرچ کر کے مزید مال کمایا جائے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ زندگی تجارت کے لیے دی ہے اور سرمایہ کو زندگی عطا کر دیا۔ اس عمر کو نیک اعمال میں خرچ کرنا تجارت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تجارت وسودا کہا ہے۔ ارشاد باری ہے ”یا ایہا الذین امنوا اهل ادکم علی تجارتہ تنجیکم من عذاب الیم۔ تو منون باللہ ورسولہ وجاهدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم“۔ اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی سوداگری بتلاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے وہ یہ ہے کہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ (القصف۔ آیت ۱۱) اے لوگو! اگر تمہیں تجارت کا شوق ہے تو کیا تمہیں اچھی اور بہترین تجارت نہ بتلاؤں جو آخرت کے دردناک عذاب سے نجات دلائے وہ تجارت یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور دین کی سر بلندی کے لیے اپنی جانوں اور اموال کو قربان کرو۔ اگر یہ نیک اعمال ان اوقات یعنی زندگی میں کیے تو اس کے عوض جنت ملے گی۔ یہ ایسا ہے جیسے کسی کو بیچ دینا اور اس کا شمن وصول کرنا۔ اگر اس راس المال (زندگی) کو صحیح خرچ نہ کیا تو آخرت میں خسارہ ہے جو اصل خسارہ ہے۔ انسان زندگی کے چند لمحات میں جنت اور اس کے بلند و بالا درجات حاصل کر سکتا ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قیمتی نعمتوں کو صحیح طور پر استعمال کریں تو آخرت کی لازوال قیمتی نعمتیں ملیں گی۔ مسلم شریف کی ایک طویل روایت کا آخری ٹکڑا ہے ”کل یغدو، فباع نفسه فمعتقها او موبقها“ تم میں سے ہر ایک صبح میں داخل ہوتا ہے تو وہ خود کو ضرور کسی نہ کسی کام میں مشغول کر دیتا ہے۔ پھر اپنے اس عمل کی وجہ سے یا خود کو ہلاک کر دیتا ہے یا نجات دھندہ بن جاتا ہے۔ یعنی یہ زندگی انسان کی رنج یا خوشی کا سبب بن جاتی ہے۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ زندگی جو سرمایہ ہے یہ دنیاوی سرمایوں جیسا نہیں۔ مثلاً زمین ایک سرمایہ ہے۔ جس کے منافع بہت ہیں لیکن سب منافع فانی ہیں۔ اگر مالک زمین اپنی زمین سے نہ خود فائدہ لے نہ کسی اور کو فائدہ اٹھانے دے تو سرمایہ اپنی جگہ قائم رہتا ہے۔ جب کہ زندگی کے سرمایہ کا نفع لازوال اور قیمتی ہے لیکن اگر اس کو ضائع کر دیا اور استعمال میں نہ لایا تو کسی اور کے کام نہیں آ سکتا بلکہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہر آن اور گھڑی یہ سرمایہ ختم ہو رہا ہے برف کی طرح پکھل رہا ہے۔ اس کے آفات (گھڑیاں) جمع نہیں ہوتے۔ دنیاوی سرمایہ کا نفع عارضی اور محدود ہے پھر بھی اس کے ضیاع پر انسان افسوس کرتا ہے جب کہ زندگی کے اصلی سرمایہ کا ضیاع اس کو نظر نہیں آتا جس کا نقصان و خسارہ ابدی ہے۔ انسان اپنی اس پرتعیش زندگی سے قبر جیسی تاریکی والے گھر کی طرف جا رہا ہے۔ اگر ایمان و نیک عمل کی روشنی نہ ہو تو قبر میں کسی قسم کی روشنی میسر نہ ہوگی۔ اگر انسان زیادہ کچھ شیم (ہٹا کٹا) ہو تو حشرات الارض زیادہ مزے لیں گے۔ اس لیے کہ قبر

تاریکی کے ساتھ کیڑے مکوڑوں اور سانپ پھوڑوں کا گھر ہے۔ اندھیرے میں موذی چیزیں اور بھی خطرناک ہو جاتی ہیں۔ مرد و زمانہ کے ساتھ ساتھ لوگوں کی دنیاوی ہوس بڑھ رہی ہے۔ اخراجات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دنیاوی ساز و سامان کی طرف رغبتیں بڑھ رہی ہیں۔ حالانکہ یہ سب کچھ خسارہ کا باعث ہے۔ ناجائز تو چھوڑے کثرت مباحات کی وجہ سے انسان اسراف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مال کماتا ہے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا۔ ایسا مال یقیناً وبال بن جائے گا۔ ارشاد باری ہے "وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخُلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" اور ہرگز خیال نہ کریں ایسے لوگ جو ایسی چیزیں بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل سے دی ہے کہ یہ بات کچھ ان کے لیے اچھی ہوگی بلکہ یہ بات ان کے لیے بہت بری ہے وہ لوگ قیامت کے روز طوق پہنا دیئے جائیں گے اس کا جس میں انھوں نے بخل کیا تھا۔ (ال عمران ۱۸۰)

اگر قلت مال کے خوف کی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہ کرے تو یہ مال زیادتی کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔ یہ بخل اس کے لیے شر بن جائے گا۔ قیامت کے دن یہی مال گلے کا طوق بن جائے گا۔ اس کی تفصیل صحیح حدیث میں آئی ہے کہ ایک شخص اپنے مال سے زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس مال سے اللہ تعالیٰ ایک زہریلا سانپ بنا دینگے۔ زہر کی کثرت کی وجہ سے اس کے سر کے بال نہ ہوں گے۔ وہ سانپ اس شخص کی گردن پر سوار ہو کر اس کے جڑوں کو گرفت میں لے کر کہے گا۔ اَنَا كُنْتُكَ اَنَا مَالُكَ۔ میں تیرا خزانہ ہوں، میں تیرا مال ہوں، ایک روایت میں یہ شخص اس اژدھے سے بھاگے گا اور اژدھا اس کا پیچھا کرے گا یہ شخص اپنے ہاتھوں کو اس کے منہ میں ڈال دے گا۔ تو عمر کو صحیح عقیدہ کی تبلیغ اور اشاعت دین میں صرف کرنا چاہیے۔ اور اپنا عقیدہ و عمل درست کر کے دوسروں کے عقیدہ و عمل کو بھی درست کر دو۔ زندگی اگر اپنے نفس کی تکمیل اور تکمیل غیر میں صرف ہو تو یہ اچھا سرمایہ ہے۔ اب خسارہ نہیں بلکہ نفع اور خیر ملے گی۔ سب سے اول اور لازمی چیز عقیدہ کی درستگی ہے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کے تمام فیصلے خوشی، غمی، صحت، مال کی کمی یا زیادتی وغیرہ سب اللہ کی طرف سے ہیں۔ جس کو ایمان بالقدر کہتے ہیں۔ عقیدہ کی درستگی کے بعد اعمال صالحہ ہیں۔ وہ اعمال جو شریعت کے مطابق ہوں۔ اس لیے کہ انسان کو پیدا کرنے کے بعد آزاد نہیں چھوڑا۔ اس کے تمام اعضاء مل کر دماغ، آنکھ، کان، ہاتھ وغیرہ کے لیے احکامات دیئے گویا اس کے تمام اعضاء پابند ہیں۔ ان اعضاء کو اپنے عطاء کردہ حکم میں لگانا ہوگا۔ پہلے قلبی صفائی کر کے ایمان کی روشنی کے ساتھ اس کو منور کرنا ہوگا۔ بعد میں یہ قلبی روشنی ظاہری اعضاء کی طرف سرایت کرے گا۔ جس کی وجہ سے اعضاء سے نکلنے والے اعمال نورانی اور منور ہوں گے۔ اب ان لوگوں کی غلطی واضح ہوگئی۔ جو بُرے اعمال کرتے رہتے ہیں ان کی صورت اور سیرت اسلام کے مطابق نہیں ہوتی اور کہتے ہیں کہ دل صاف ہونا چاہیے۔ دل اگر صاف اور نور ایمان سے مکمل طور پر منور ہو تو اس کے اثرات و ثمرات ظاہری اعضاء پر ضرور نمایاں ہوں گے۔ اپنے قلب کو ایمان کی روشنی کے ساتھ منور کر کے دوسروں کے دلوں کو روشن

رنا ہوگا۔ و تواسوا بالحق و تواسوا بالصبر کا یہی مطلب ہے۔ یعنی جو شخص تکمیل نفس کے بعد دوسروں کی تکمیل کے پیچھے لگے گا تو آخرت کے خسارہ سے بچ جائے گا۔ اس شخص کے لیے دائمی عزت و راحت ہے۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ جس طرح لوگ ایک دوسرے کا انتظار کرتے ہیں اور نہ وقت کے اجزا کو اپنے لیے ذخیرہ کر سکتے ہیں۔ قیامت کے دن حسرت کے علاوہ کچھ بھی ہاتھ نہ لگے گا۔ قیامت کے دن کا ایک نام یوم المحشرۃ ہے۔ ”وانذرہم یوم الحسرة اذ قضی الامر“ اور آپ ان لوگوں کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جب کہ جنت و دوزخ کا اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا۔ (مریم: ۳۹)

قیامت کے دن فساق و فجار اپنے اعمال کی وجہ سے افسوس کریں گے لیکن بے سود اور دنیا کی طرف واپسی بھی نہ ہوگی۔ دوسرا کوئی چانس اور موقع نہ دیا جائے گا یہ ایک چانس و موقعہ ہے۔ نیک لوگ اس وقت پر افسوس کریں گے جو دنیا میں اللہ کی یاد کے بغیر گزرا ہو۔ کفار افسوس کے ساتھ کہیں گے۔ ”یا یئسنى اتخذت مع الرسول سبیلا“ کیا اچھا ہوتا میں رسول کے ساتھ دین کی راہ پر لگ لیتا (الفرقان: ۲۷)

”یا یئسنى لم اتخذ فلانا خلیلا“ کیا اچھا ہوتا کہ فلاں شخص کو دوست نہ بناتا (الفرقان: ۲۸) لیکن یہ افسوس اور واویلا کچھ کام نہ دے گا۔ زندگی کو موت سے قبل غنیمت سمجھو۔ شریعت کے مطابق زندگی بسر کرو اور عقل صحیح کا بھی یہی تقاضا ہے۔ دنیا کی ہر چیز کسی نہ کسی کام کے لیے پیدا ہوئی ہے اور اس میں خواہی نہ خواہی صرف ہو رہی ہے۔ تو انسان کس مرض کی دوا ہے اور یہ سب سے اشرف تو بلا مقصد ہو نہیں سکتا اس لیے اپنے مقصد کی شریعت کی روشنی میں تلاش اور عمل ضروری ہے تاکہ کائنات کی دیگر چیزوں سے پیچھے نہ رہے۔ کتنا افسوس ہے کہ کائنات کے حقیر اور انسان سے ہر لحاظ سے کم تر چیزیں اپنے مقاصد میں کھپ رہی ہیں اور انسان غفلت اور جہالت کے اندھیروں میں پڑا ہے۔ ☆☆

دشمن کے مقابلے سے بھاگنا جرم ہے

امام منذری رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ جب مسلمانوں کا اپنے سے دگنے کفار سے ٹکراؤ ہو تو دشمن کے مقابلے سے بھاگنا ان پر حرام ہے سوائے اس کے کہ وہ کسی جنگی چال کے تحت ایک طرف ہو جائیں یا اسلامی لشکر کے ساتھ ملنے کے لیے عارضی طور پر پسپائی اختیار کریں اور اگر کفار دو گنے سے بھی زیادہ ہوں تو میں پھر بھی ان کے لیے راہ فرار اختیار پسند نہیں کرتا۔

(الترغیب والترہیب)